گاؤں اور شہر کی زندگی کا موازنہ

انسان کی ایک مشہور فطرت ہے کہ وہ ان چیزوں کے جذب میں آجاتا ہے جو اوپر سے فائدوں کا ایک ڈبہ دکھائی دیتا ہے پر جب گہرائی میں ڈوب کر دیکھتا ہے تو منظر کچھ اور ہی نظر آتا ہے۔ گاؤں اور شہر کے درمیان موازنہ تب قابلِ انحصار ہوگا جب ان دونوں آبادیوں کے ہر عنصر کا بڑی احتیاط سے معائنہ کیا جائے۔

اولاً ماحول کا خطاب سامنے رکھتے ہیں تو انسان اسی ماحول میں سانس لینے کی ترجیح دے گا جس میں اس کی صحت محفوظ رہے گی اور جسے دیکھ کر آنکھ خدا کا شکر ادا کرتی ہے کہ اسے نگاہ بنایا گیا۔ دیہات کا ماحول ٹھنڈی لہروں سے لہلہاتا ہے۔ دوسری طرف کارخانوں اور لاتعدار موٹر گاڑیوں کے دھوئیں کی کثرت سے شہری ماحول میں سانس لینا مشکل تو کیا حرام ہوگیا ہے۔

ثانیاً غذا کا خطاب بحث کی میز پر رکھتے ہیں۔ اگر دیہات میں محنت و مشقت سے بوئی گئی سبزی ہے تو شہر میں کھیت ہی نہیں۔ اگر گاؤں میں سبزی اور پھل کھانا لذیذ مانا جاتا ہے تو شہر میں گوشت اور صرف نفس کو باغ باغ کرنے والا کھانا عام ہے۔ صحت مند اور مضبوط رہنے کے لئے بلاشبہ وہ غذا لازمی ہے جس میں ان اشیاء ہیں جو بدن کی ضروریات مکمل کرتی ہیں اور بہترین کھانا تو دہقان ہی کا ہے۔ ثلاثاً ذرا سہولت کی دنیا کی طرف دیکھتے ہیں شہر والوں کو ہرگز اس بات کی شکایت کرتے ہوئے نظر نہیں آئے گا کہ ''میرے یہاں یہ نہیں، وہ نہیں!'' جب کہ یہی فقرہ کسی دیہات والے کی زبان سے سنیں تو شش و پنج ہونے کی کوئی گنجائش نہیں۔ بات یہ ہے کہ شہر بڑا ترقی یافتہ ہے جب کہ دہقان ترقی پزیر۔

رابعاً معیارِ زندگی کا کچھ تذکرہ کریں۔ دہقان کو اگر غلام سے تشبیہہ دی جائے تو بادشاہ شہر والے کے لئے مشبہ ہوگا۔ مختصر لفظوں میں، عموماً تمام شہر والوں کے پاس مال و دولت ہے جب کہ دیہاتی کے پاس اتنی آرائش نہیں جتنی شہریوں کے لئے ہے۔ یعنی شہریوں کا معیارِ زندگی گاؤں والوں کے مقابلے میں اعلیٰ ہے۔

آخر میں، میرا زاویہ نظر کیا ہے؟ میرے مضمون میں چار عنصر مذکور ہوئے۔ دو عناصر جو خدا نے عطا کئے یعنی ماحول اور غذا اور باقی دو جو انسان کی ایجادات ہیں۔ چونکہ روز بروز، اپنے خدا کی طرف رہینِ منت ہونے کی شدت کم ہو رہی ہے اس لئے شہر اور اس کے بسنے والوں کو یہ خیالی درجہ دیا گیا ہے۔

جولم محمد فائز

آنسہ مریم شمیم سے ایک ملاقات

آنسہ مریم شمیم احمد

موریشس میں بتاریخ ۱۵ تا ۳۰ اکتوبر سے ہمارے درمیان دو عالمی شہرت یافتہ خواتین تشریف فرما تھیں جن کی یادیں آج تک تروتازہ ہیں۔ ایک کے وعظ و تقریر سے ہمارے دل حد درجہ متاثر ہوئے تو دوسری کی خوش کن آواز سے موریشس کی فضا میں نعتِ نبیؐ کی گونج سنائی دی۔ بلاشبہ محترمہ ڈاکٹر فریدہ صدیقی صاحبہ اور آنسہ مریم شمیم احمد کی تشریف آوری ہمارے لئے اعزاز کی بات رہی ہے۔ دورانِ سفرِ موریشس آنسہ مریم شمیم احمد سے ہم نے ملاقات کی۔

سوال : آنسہ مریم شمیم احمد نعت خوانی کا ذوق و شوق کس طرح پیدا ہوا؟

جواب : دراصل اسکول کے دنوں سے نعت خوانی سے دلچسپی پیدا ہوئی۔ اسکول کی طرف سے مقابلہ کیا جاتا اور اسی سے میرا شوق بڑھا اور سب نے حوصلہ افزائی کی۔ آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ اس کے علاوہ گھر میں بھی سب نعت کے شوقین ہیں اور پڑھتے بھی ہیں۔ گھر کے افراد سے بھی وہی حوصلہ افزائی ہوئی۔

سوال : ہمارے قارئین کو آپ اپنے پہلے تجربہ کے بارے میں کچھ بتائیے؟

جواب : نو سال کی عمر میں پہلی بار نعت پڑھنے کا موقع ملا تھا۔ اس وقت عمر ایسی تھی کہ نعت پڑھتے وقت کچھ گھبراہٹ محسوس ہوتی۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اپنے آپ پر پورا اعتماد ہونے لگا۔

سوال : آپ کن اساتذہ کا کلام پڑھنا پسند کرتی ہیں؟

جواب : مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ، اعلیٰ حضرت، اعظم چشتی اور جتنے بھی اچھے نعت لکھنے والے ہیں ان کا کلام پڑھ کر خوشی ہوتی ہے۔

سوال : اور آپ کا کوئی پسندیدہ نعت خواں؟

جواب : سید منظور الکونین، اعظم چشتی، خورشید احمد۔۔۔۔اسی طرح خواتین میں بھی سبھی کو سننا اچھا لگتا ہے۔

سوال : سفرِ موریشس کا تجربہ کیسا رہا؟

جواب : بہت اچھا تجربہ رہا۔ موریشس بہت ہی خوبصورت اور پیارا جزیرہ ہے ماشاءاللہ! مجھے یہاں آ کے بہت خوشی ہوئی۔ آپ سب کی بے انتہا محبت ملی ہے۔ یہ پہلا سفر بہت اچھا اور یادگار رہا اور انشاءاللہ دوبارہ آنے کا ارادہ ہے۔ اس کے علاوہ سب سے زیادہ حیرت اس بات کی ہوئی کہ یہاں اس حد تک عقیدت رکھنے والا عوام ہے۔ نعت میں بھرپور ساتھ بھی دیتے ہیں جو کہ قابلِ تحسین ہے۔

سوال : مقامی سطح پر اردو اسپیکنگ یونین کی یہ کوشش ہے کہ نعت کے حوالے سے اردو کا فروغ ہو۔ اس پر آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب : یہ بہت اچھی بات ہے۔ زیادہ تر نعتیں اردو میں ہی مقبول اور کہی جاتی ہیں تو اس طرح اردو کا فروغ بآسانی ہوتا ہے۔ اس طرح اردو زبان میں لوگوں کی دلچسپی بڑھے گی۔ یہ بات دیکھ کر اور بھی مسرّت کا احساس ہوتا ہے کہ باوجود کہ آپ لوگوں کی مادری زبان اردو نہیں ہے پھر بھی اس زبان کو پڑھنے یا پھر سیکھنے اور سکھانے میں اردو اسپیکنگ یونین ایک نمایاں کردار ادا کر رہا ہے۔ اردو اسپیکنگ یونین کے ممبران سے مل کر بڑی خوشی ہوئی اور اردو کے فروغ کے لئے ان کا کام دیکھ کر بے پناہ مسرت ہوئی ہے جو قابلِ ستائش ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے مقاصد میں کامیابی و کامرانی عطا کرے۔ آمین۔

سوال : اور آخر میں آپ کا کوئی پیغام؟

جواب : نعت میں دلچسپی رکھنے والوں کا حمد و نعت پڑھنا بہت بڑی سعادت ہے اور اگر اللہ نے کسی کو یہ صلاحیت دی ہے تو اس سے ضرور بے شمار فوائد اٹھائیں اور اپنے پسندیدہ نعت خواں کو سنیں اور ان کے نقشِ قدم پر چلیں۔ بے شک نعت پڑھنے والوں پر اللہ تعالیٰ اپنا بے حد کرم عطا کرتا ہے۔

انجمہ رحمت اللہ

'ندی کی زندگی میں ایک دن'

میں ایک چھوٹی سی ندی ہوں۔ صاف شفاف پانی کا لبادہ اوڑھے میں عروجِ کوہ سے شروع ہو کر سمندر کی گہرائی میں سما جاتی ہوں۔ لیکن اپنی منزل تک پہنچتے پہنچتے میں کچھ ایسے حالات سے دوچار ہوتی ہوں کہ صرف ان کا ذکر کرتے ہی میرا جگر چھلنی ہو جاتا ہے۔۔۔۔

یقیناً میں روزمرّہ زندگی میں فضا کو خوبصورت بناتی ہوں۔ قدرت نے مجھے ماحول کی زیبائش کے لئے بنایا ہے۔ میں تو محض قدرت کے کارخانے کی ایک خادمہ ہوں۔ میری آغوش میں کتنے جانور اور کیڑے پتنگے، جو خود اس کارخانے کے کارکن ہیں، بستے ہیں۔ یہی نہیں! بلکہ آتے جاتے جانور بھی میرے آب سے اپنی تشنگی بجھاتے ہیں۔ میں ہمیشہ کھلی بانہوں سے اس کا استقبال کرتی ہوں۔ میرے در سے کبھی کوئی خالی ہاتھ نہیں جاتا۔۔۔۔سب کی امیدیں برآتی ہیں۔

میری چاروں طرف ہریالی ہی ہریالی ہے۔ ہرے بھرے کھیت۔۔۔۔ان کی آبپاشی کے لئے میں بہت ہی معاون ثابت ہوتی ہوں۔ لوگوں کے دسترخوان پر ترکاری کو پہنچانے میں میرا بہت بڑا ہاتھ ہے۔۔۔۔

مگر صد افسوس! مجھ پر ہر روز، ہر لمحہ، ہر پل ایک ظلم ڈھایا جا رہا ہے۔ مجھ کو عزت دینے کے بجائے ذلّت مل رہی ہے۔۔۔عورتیں اپنے گندے کپڑے دھونے کے لئے میرے پانی کو DETERGENTS سے مار رہی ہیں۔ میرا دم گھٹتا ہے۔ میری سانسیں رکتی جاتی ہیں۔

علاوہ ازیں لاپرواہی کے دور دراز حدود کو پار کر کے پیشاب کرنے والے اشخاص بڑی بے شرمی سے میرے پانی کو امرت نہ رہنے دیتے۔ یہ لوگ صرف اپنے حقوق کے متعلق آشنا ہیں مگر اپنے فرائض کی طرف بہت ہی غافل ہیں!۔

انسان احسان فراموش ہوتا ہے اور یہ میں تجربہ سے کہہ سکتی ہوں۔ وہ اپنے خاندان سمیت میرے کنارے تفریح، آرام اور سکون کے چند لمحات طلب کرنے آتا ہے۔ خوب مزہ اڑاتا ہے۔ بچّوں اور لڑکے لڑکیوں کی کھل کھلاتی ہنسی آج بھی مجھے یاد ہے۔۔۔مگر میری خاموشی کون سنے گا جب میرے دامن کو ٹوٹی پھوٹی چیزوں، ٹن کے ڈبوں، پلاسٹک تھیلیوں سے داغ دار بنایا جاتا ہے۔ میرا استحصال کیا جاتا ہے اور کتنی بے حسی اور بے رحمی سے مجھ پر ''گند'' ہونے کا الزام لگایا جاتا ہے۔

''میں میلی ہوں!''۔ ''بدصورت ہوں''۔ مگر یہ میرا قصور تو نہیں۔۔۔اے انسان جاگو! میں بھی تمہاری طرح خدا کی مخلوق ہوں۔ اگر بول نہیں سکتی تو کیا ہوا؟ محسوس تو کر سکتی ہوں! کیا مجھ بے زبان کی پکار کوئی نہیں سن سکتا؟ میرا وجود انسان کی سہولت کے لئے ہے۔ میں اپنی ذمے داریوں سے منہ نہیں موڑتی پھر بھلا دوسرے کیوں میری طرف غیر ذمہ دار ہو جاتے ہیں؟

اے لوگو! تم اس غفلت کی نیند سے جاگو! مجھ پر یہ سب زیادتیاں مت کرو! مجھے گندہ مت کرو! مجھے جینا ہے۔ اور جینا ہے! مجھے زندگی بخش دو۔

وینکایہ بی بی زینت

اردو کی ویب سائٹیں اردو کی ھیں خدمتگذار

ڈاکٹر احمد علی برقی اعظمی

آج انٹرنٹ پہ ہے ہر چیز کا دار و مدا
کر رہے ہیں اہلِ دانش بھی جسے اب اختیار

آج جو شعراء ہیں عصری آگہی سے ہمکنار
اُردو کی ویب سائٹوں پر کر رہے ہیں انحصار

کوئی ہے ''اردو جہاں'' اور ''اردو بندھن'' پر فدا
کوئی ''اردوستان'' و ''اردو انجمن'' پر ہے نثار

''آبجو'' اور ''سمت'' کے گرویدہ ہیں اہلِ نظر
''اردو دنیا ڈاٹ نٹ'' پر ہے کسی کو اعتبار

سرور عالم راز کی ''مضراب'' ہے ویب میگزین
ہے یہ سہ ماہی رسالہ فکروفن کا شاہکار

اُردو کی ترویج میں سرگرم ہیں صبح و مسا
''اردو بندھن'' میں 'مظفر' اور 'سالم باشوار'

''اردو گلبن'' میں بہت سرگرم ہیں 'مہتاب قدر'
اور ہے ''شعروسخن'' ''سردار علی' کا شاہکار

'سرور عالم راز' ''اردو انجمن'' کے ہیں مدیر
اپنے افکار و عمل سے جو ہیں فخرِ روزگار

جتنی بھی ویب سائٹیں ہیں آج سرگرمِ عمل
ہیں بقدرِ ظرف اُردو کی سبھی خدمتگذار

کر رہے ہیں آج ویب سائٹ پہ جو عرضِ ہُنر
اُن میں 'عبداللہ ناظر' ہیں نہایت باوقار

سرور عالم راز سرور اور مظفر کا کلام
ہے جہانِ شاعری میں فکروفن کا شاہکار

شعر خورشید الحسن نیر کے ہیں بیحد حسین
ہے ضیا کی شاعری سے حسنِ فطرت آشکار

عذرا نقوی، پی کے سوامی، دھیرا اور ارشد جمال
باغِ اُردو شاعری میں آج ہیں مثلِ بہار

عامر عباس اپنے طرزِ فکر سے ہیں سر بلند
اور حامد باقری کی شاعری ہے شاندار

کیف و سرمستی سے ہیں سرشار اشعارِ سہیل
طاہرہ مسعود کی غزلیں ہیں بیحد آبدار

زرقا مفتی کا نہایت روح پرور ہے کلام
زاہدہ راجی کے ہیں اشعار فخرِ روزگار

خدمتِ نوعِ بشر ہے ان کا فطری مشغلہ
ہیں 'حسن چشتی' کی غزلیں فکروفن کا شاہکار

شہرِ سیاٹل میں ملا ان کو ظہیر احمد ایوارڈ
خدمتِ انسانیت ہے باعثِ عز و وقار

ہیں مرے اشعار عصری آگہی سے ہمکنار
اس لئے رہتا ہوں میں برقی ہمیشہ بیقرار